

خزانۂ خدا کی چابیاں
حبیبِ خدا ﷺ کے ہاتھ میں

تصنیفِ لطیف

حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی
محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ﷺ

پیش لفظ

اما بعد! نبی اکرم، شفیع معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے ہی جملہ انبیاء علیہم السلام اللہ کے نائب اور خلیفہ ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قَالَ رَبُّكَ لِلۡمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیۡ جَاعِلٌ فِی الۡاَرۡضِ خَلِیۡفَةً (پارہ ۱، سورۃ البقرۃ، آیت ۳۰)

ترجمہ: فرشتوں سے فرمایا میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔

انبیاء علیہم السلام بالخصوص ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے علی الاطلاق نائب اعظم و خلیفہ اکبر ہیں۔

اسی اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مَنۡ یُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰہَ (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۸۰)

ترجمہ: جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اُس نے اللہ کا حکم مانا۔

اور فرمایا: اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ (پارہ ۲۶، سورۃ الفتح، آیت ۱۰)

ترجمہ: وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔

اور فرمایا: وَمَا رَمَیۡتَ اِذۡ رَمَیۡتَ وَلٰكِنَّ اللّٰہَ رَمٰی (پارہ ۹، سورۃ الانفال، آیت ۱۷)

ترجمہ: اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی۔

یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت کو اپنی اطاعت اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیعت کو اپنی بیعت اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کنکریاں مارنے کو اپنی طرف منسوب فرما کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانشینی اور نیابت پر مہر ثبت فرمائی۔ اس معنی پر انبیاء و اولیاء کے تصرفات و اختیارات اللہ تعالیٰ کی طرف سے خلافت کی حیثیت سے ہوں گے اور جو کچھ ان کی طرف سے ہو گا وہ منجانب اللہ ہو گا انہی عطائے ہائے الٰہیہ سے خزائن الٰہی کی کنجیاں بھی ہیں جن کے متعلق ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیفہ اکبر و نائب اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمائیں۔ یہ رسالہ فقیر اسی کے اثبات میں تحریر کر کے اہل اسلام کی خدمت میں ہدیۃً و تحفۃً پیش کرتا ہے۔

گر قبول افتدز ہے عزو شرف

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور۔ پاکستان

۱۳ ذی قعدہ ۱۳۹۳ھ

باب نمبر ۱ ﴿قرآن مجید﴾

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰهَ یَدُ اللّٰهِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡهِمۡ ۚ (پارہ۲۶، سورۃ الفتح، آیت ۱۰)

ترجمہ: وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

تفسیر: اللہ تعالیٰ ہاتھوں سے پاک ہے لیکن آیت میں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ کہا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ (قبضہ قدرت) میں ہے وہ اپنے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ یعنی قبضہ قدرت کا یوں ذکر فرمایا: تَبٰرَكَ الَّذِیۡ بِیَدِهِ الۡمُلۡكُ۔ (پارہ۲۹، سورۃ الملک، آیت ۱)

ترجمہ: بڑی برکت والا ہے وہ جس کے قبضہ میں سارا ملک ہے۔

اور فرمایا: فَسُبۡحٰنَ الَّذِیۡ بِیَدِهٖ مَلَكُوۡتُ كُلِّ شَیۡءٍ۔ (پارہ۲۳، سورۃ یٰسین، آیت ۸۳)

ترجمہ: تو پاکی ہے اسے جس کے ہاتھ ہر چیز کا قبضہ ہے۔

فائدہ: ملک عالم سفلی اور ملکوت و عالم علوی کے نام ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ہر شے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور اللہ تعالیٰ کا ہاتھ مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہاتھ جیسا کہ پہلی آیت میں صاف بتایا۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ ہر مثل و تمثیل سے پاک اور منزہ ہے۔

چنانچہ فرمایا: لَیۡسَ كَمِثۡلِهٖ شَیۡءٌ۔ (پارہ۲۵، سورۃ الشوریٰ، آیت ۱۱)

ترجمہ: اس جیسا کوئی نہیں۔

لیکن باوجود اس کے بدر میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کفار پر کنکریاں پھینکیں تو انہیں بھی اپنی طرف منسوب فرمایا:

وَمَا رَمَیۡتَ اِذۡ رَمَیۡتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰی ۚ (پارہ۹، سورۃ الانفال، آیت ۱۷)

ترجمہ: اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی۔

ہمارا عقیدہ: اسی لئے ہمارا عقیدہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے عطائے الٰہی کا ہے اور عطائے الٰہی کے یہودی منکر تھے۔

نبی پاک ﷺ کو عطائے الٰھی: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الۡمُلۡكِ تُؤۡتِی الۡمُلۡكَ مَنۡ تَشَآءُ وَتَنۡزِعُ الۡمُلۡكَ مِمَّنۡ تَشَآءُ۔ (پارہ۳، سورۃ آل عمران، آیت ۲۶)

ترجمہ: یوں عرض کر اے اللہ ملک کے مالک تو جسے چاہے سلطنت دے اور جسے چاہے سلطنت چھین لے۔

شانِ نزول: فتح مکہ کے وقت سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو ملک فارس وروم کی سلطنت کا وعدہ کیا تو یہود ومنافقین نے اس کو بہت بعید سمجھا اور کہنے لگے کہاں محمد مصطفی (صلی اللہ علیہ وسلم) اور کہاں فارس وروم کے بڑے ملک، وہ بڑے زبردست اور نہایت محفوظ ہیں۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی آخر کار حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وہ وعدہ پورا ہو کر رہا۔[1] (خزائن العرفان)

فائدہ: اس شانِ نزول میں صرف ایران وروم کا ذکر ہے۔ غزوۂ خندق کے موقع پر اس سے بڑھ کر مژدہ سنایا جسے فقیر باب الحدیث میں عرض کرے گا۔

فائدہ: گویا یہ آیت نازل ہی اس لئے ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ غیروں سے ملک چھین کر اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُمت کو عطا فرمائے گا۔ چنانچہ فقیر نے اپنی تصنیف ''شانِ قدرت'' میں تفصیل سے لکھا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسریٰ کو خط لکھا تو اس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خط مبارک پھاڑ ڈالا[2] اس سے قبل اس نے خواب میں دیکھا کہ اس سے خزانوں کی کنجیاں مجھے عطا فرمادی ہیں[3] اس کا منافقین نے فوراً انکار فرمادیا اور صحابہ کرام علیہم الرضوان سن کر خوش ہوگئے۔ آج تک وہی وراثت جاری ہے ہم اہل سنت ایسے مژدہ سے خوش ہیں اور مخالفین کو بدستور منافقین کی طرح انکار ہی انکار ہے۔ اس سے ناظرین سوچیں کہ اللہ تعالیٰ کس جماعت پہ راضی ہے اور کس سے ناراض۔

تِلْكَ الْجَـــنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا۔ (پارہ ١٦، سورۃ مریم، آیت ٦٣)

ترجمہ: یہ وہ باغ ہے جس کا وارث ہم اپنے بندوں میں سے اسے عطا کریں گے جو پرہیزگار ہے۔

تفسیر: حجۃ اللہ الحق سیدنا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ہم اس جنت کا وارث محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بناتے ہیں پس ان کی مرضی جسے چاہیں دیں اور جسے چاہیں نہ دیں۔ دنیا و آخرت میں وہی سلطان ہیں انہیں کے لئے دنیا ہے اور انہیں کے لئے جنت دونوں کے مالک وہی ہیں۔[4] (اخبار الاخیار، صفحہ ٢١٦)

فائدہ: یہ قول عین حدیث ہے جسے باب الحدیث میں ان شاء اللہ ذکر کیا جائے گا اور اس کے شواہد بھی دیگر احادیث مبارکہ میں موجود ہیں مثلاً حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ نے جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی کہ أَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ

یعنی جنت میں آپ کی رفاقت چاہتا ہوں۔

تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: أَوَغَيْرَ ذَٰلِكَ[5]

یعنی جنت مل گئی اور کچھ چاہیے؟

---

[1] (خزائن العرفان، سورت آل عمران تحت آیت ٢٦، ١/١٠٩، مکتبۃ المدینۃ، طباعت دوم ٢٠١٣ء)

[2] (صحيح البخاري، كتاب العلم، بَاب: مَا يُذْكَرُ فِي الْمُنَاوَلَةِ...، ١/٣٧، الحديث ٣٦، دار ابن كثير، الطبعة: الخامسة، ١٤١٤ھ ١٩٩٣م)

[3] (صحيح البخاري، كتاب الجنائز، الصَّلَاةِ عَلَى الشَّهِيدِ، ١/٤٥١، الحديث ١٢٧٩، دار ابن كثير، الطبعة: الخامسة، ١٤١٤ھ ١٩٩٣م)

[4] (اخبار الاخیار فی اسرار، شیخ حاجی عبدالوہاب بخاری، ١/٢٢٢، الحدیث ٣٦، کتب خانہ رحیمیہ دیوبند یوپی)

[5] (صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب فضل السجود والحث عليه ١/٣٥٣، الحديث ٤٨٩، دار إحياء التراث العربي، عام النشر: ١٣٧٤ھ ١٩٥٥م)

اسی لئے سیدنا عبد الحق محدث دہلوی اور علامہ علی قاری رحمہم اللہ تعالیٰ نے (اشعۃ للمعات، مرقاہ) میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقطلقاً "سَلْ" (مانگ) کے ارشاد سے ثابت ہوتا ہے کہ جسے جو چاہیں عطا فرمانے پر مختار ہیں۔ یہ لکھ کر شاہ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ نے یہ شعر لکھا:

اگر خیریت دنیا و عقبی آرزوداری	بدرگاہش بیاؤ ہرچہ میخواہی تمنا کن

یعنی اگر دنیا و آخرت کی تجھے کوئی آرزو ہے تو حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی درگاہ میں حاضر ہو کر جو چاہے تمنا پیش کر دے ہر آرزو پوری ہو گی۔ [6]

حضرت طلحہ رضی اللّٰہ عنہ کو عطائے جنت: ایک دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار میں حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر تھے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: لك الجنة علي يا طلحة غدا [7]

یعنی اے طلحہ کل تمہارے لئے جنت میرے ذمہ ہے۔

فائدہ: علی وجوب پر دلالت کرتا ہے جس سے اختیارِ نبی کا عقیدہ حتمی اور یقینی ہو جاتا ہے۔ اس لئے اگر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوئی اختیار نہیں رکھتے (معاذ اللہ) پھر خود پر کسی دوسرے کے لئے بہشت دینے کو واجب قرار دے رہے ہیں۔ ماننا پڑے گا کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مختارِ کل ہیں۔

عطائے چشمہ جنت: جب مہاجرین مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئے یہاں کا پانی شور (نمکین) تھا مہاجرین کو پسند نہ آیا۔ بنی غفار کے ایک آدمی کی مِلک میں ایک شیریں چشمہ تھا جس کا نام "بیر رومہ" تھا وہ اس کنویں کی ایک مشک نیم صاع میں فروخت کیا کرتے تھے۔ حضور مالکِ جنت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا: بِعْنِيها بِعَيْنٍ فِي الْجَنَّةِ

یعنی یہ چشمہ میرے ہاتھ چشمہ جنت کے عوض بیچ ڈال۔

اُنہوں نے عرض کی حضور میری معاش اسی چشمہ سے وابستہ ہے۔ میرے بال بچے اسی چشمہ کی آمدنی سے پرورش پاتے ہیں مجھ میں طاقت نہیں ہے۔ یہ خبر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو پہنچی آپ رضی اللہ عنہ نے چشمہ کے مالک کو راضی کر لیا اور اس کو (۳۵ ہزار درہم) میں خرید لیا پھر خدمتِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کی حضور اگر میں اس چشمہ کو خرید کر وقف کر دوں تو کیا سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے بھی اس کے عوض جنت کا چشمہ عطا ہو گا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں نے بیر رومہ خرید لیا ہے اور مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا ہے۔ [8]

حاکم کے الفاظ یہ ہیں:

اشترى عثمان بن عفان من رسول الله صلى الله عليه وسلم الجنة مرتين بيع الخلق يوم رومة ويوم جيش العسرة. [9]

(کنز العمال، الجزء ۱۳، صفحہ ۴۳)

---

[6] (خزائن العرفان، سورت آل عمران تحت آیت ۲۶، ۱/۱۹۹، مکتبۃ المدینۃ، طباعت دوم ۲۰۱۳ء)

[7] (المعجم الأوسط، من اسمه بكر، ۳/۲۸۸، الحديث ۳۱۷۲، دار الحرمين القاهرة، عام النشر: ۱۴۱۵ھ ۱۹۹۵م)

[8] (المعجم الأوسط، بَشِيرُ الْأَسْلَمِيُّ أَبُو بِشْرٍ، ۲/۴۱، الحديث ۱۲۲۶، دار الحرمين القاهرة، عام النشر: ۱۴۱۵ھ ۱۹۹۵م)

[9] (كنز العمال، كتاب الفضائل، فضائل ذو النورين عثمان بن عفان رضي الله عنه، ۱۳/۴۳، الحديث ۳۶۲۰۲، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الخامسة، ۱۴۰۵ھ ۱۹۸۵م)

یعنی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دو مرتبہ جنت کو خریدا۔ بیر رومہ کے دن اور جیشِ عسرۃ کے دن۔

فیصلہ: جنت وہی بیچ سکتا ہے جو جنت کا مالک ہو یا مالک کی طرف سے اس کو اس میں تَصَرُّف (اختیار) کی اجازت ہو۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ جنت کا بیچنا اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے لئے جنت کا ذمہ لینا اس امر کو واضح کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ کی ملکیت میں دے دی ہے۔

عقیدہ سیدنا حضرت علی رضی اللّٰہ عنہ: آپ بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اس افضلیت کے مُعْتَرِف (قائل) تھے۔ آپ سے جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق سوال ہوا تو آپ نے فرمایا عثمان وہ ہیں جو ملائِ اعلیٰ (فرشتوں) میں ذوالنورین کے لقب سے پکارے جاتے ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی دو صاحبزادیوں کا نکاح آپ رضی اللہ عنہ ہی سے کیا۔

ضمن له بيتا في الجنة [10]

یعنی اور حضور نے عثمان کے لئے جنت کا ذمہ بھی لیا ہے۔

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ (پارہ ۳۰، سورۃ الکوثر، آیت ۱)

ترجمہ: اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔

امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ نے اس کی منظوم تفسیر فرمائی:

انا اعطینک الکوثر — ساری کثرت پاتے یہ ہیں
رب ہے معطی یہ ہیں قاسم — رزق اُس کا ہے کھلاتے یہ ہیں
ان کے ہاتھ میں ہر کنجی ہے — مالک کل کہلاتے یہ ہیں

فائدہ: بعض لوگ لفظ ''الْكَوْثَرَ'' سے دھوکہ دیتے ہیں کہ اس سے صرف حوضِ کوثر مراد ہے۔ ''بخاری شریف'' میں ہے ''الْكَوْثَرَ'' سے مراد ''خیر کثیر'' مراد ہے اور حوضِ کوثر بھی اس میں داخل ہے۔ [11]

قاعدہ: علم تفسیر کا قاعدہ ہے کہ قرآن کا وہ معنی جو عام ہو اور ہر شے کو شامل ہو وہی مراد لینا بہتر ہے۔ کوثر کے معنی ''خیر کثیر'' کے ہیں یعنی بہت زیادہ بھلائی اور بہتری۔ یہاں اس سے کیا مراد ہے ''البحر المحیط'' میں اس کے متعلق چھبیس (۲۶) اقوال ذکر کئے گئے ہیں اور آخیر میں اس کو ترجیح دی کہ اس معنی کے تحت میں ہر قسم کی دینی و دنیوی دولتیں اور حسی و معنوی نعمتیں داخل ہیں جو کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل میں اُمت مرحومہ کو ملنے والی تھیں۔ ان نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت حوضِ کوثر بھی ہے۔ [12]

مخالفین کا اعتراف: مولوی شبیر احمد عثمانی ترجمہ قرآن محمود الحسن دیوبندی کے حاشیہ میں تحت آیت ہذا وہی لکھا جو اُوپر مذکور ہوا ہے۔

---

[10] (كنز العمال، كتاب الفضائل، فضائل ذو النورين عثمان بن عفان رضي الله عنه ، ۲۳۲/۱۳، الحديث ۳٦٦۹۸، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الخامسة، ۱۴۰۵ھ ۱۹۸۵م)

[11] (صحيح البخاري، كتاب التفسير ، باب: تفسير سورة: {إنا أعطيناك الكوثر} . (الكوثر).، ۱۹۰۰/۴، الحديث ۴٦۸۲، دار ابن كثير ، الطبعة: الخامسة، ۱۴۱۴ھ ۱۹۹۳م)

[12] (البحر المحيط في التفسير ، سورت الكوثر آيت ۱ الى ۳ ، ج 10، ص 556، الى ۵۵۷، دار الفكر بيروت، الطبعة: ۱۴۲۰ھ)

ہمارے اکابر رحمھم اللہ تعالیٰ: ہمارے اکابر اہل سنت یہی فرماتے ہیں۔ چنانچہ امام اسمٰعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر ”روح البیان“ میں لکھتے ہیں:

والأظهر ان جميع نعم الله داخلة فى الكوثر ظاهرة او باطنة فمن الظاهرة خيرات الدنيا والآخرة ومن الباطنة العلوم اللدنية[۱۳]

یعنی زیادہ ظاہر یہ ہے کہ کوثر میں تمام ظاہری اور باطنی نعمتیں داخل ہیں پس نعمت ظاہرہ سے دنیا اور آخرت سے خیر کثیر مراد ہے اور نعمت باطنہ سے علومِ لدنیہ مراد ہیں۔

سید المفسرین علامہ محمود آلوسی اس کے تحت تفسیر ”روح المعانی“ میں فرماتے ہیں کہ کوثر سے مراد خیر کثیر اور دنیا و آخرت کی تمام نعمتیں ہیں۔ تمام علمائے محققین کے نزدیک آیت مبارکہ کا یہی مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خیر کثیر اور دنیا و آخرت کی تمام نعمتوں کا اختیار عطا فرما دیا ہے اور اس کی تائید بخاری شریف کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَإِنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الأَرْضِ[۱٤]

یعنی مجھے روئے زمین کے تمام خزانوں کی چابیاں دے دی گئیں۔

باب نمبر ۲ ﴿احادیث مبارکہ﴾

حضرت اُم درداء سے مروی ہے کہ کعب احبار سے پوچھا گیا کہ تم توریت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت کس طرح پاتے ہو فرمایا:

ليبصر الله به وَأُعْطِي المفاتيح[۱۵]

یعنی محمد رسول اللہ ہیں اور آپ کو چابیاں عطا ہوئیں۔

فائدہ: یہ حوالہ توریت شریف کا ہے اور علم الاصول کا قاعدہ ہے کہ توریت کے غیر محرف اور غیر منسوخ حوالہ جات قابلِ حجت ہیں بالخصوص جو حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ سے مروی ہوں تو بلا نکیر قابل قبول ہیں۔ حضرت کعب احبار ثقہ عالم یہود ہیں دولت اسلام سے نوازے گئے۔ ان سے ثقہ راویہ صحابیہ حضرت اُم درداء روایت فرمارہی ہیں تو قابل حجت ہے۔ حدیث طویل ہے ہم نے بقدرِ ضرورت نقل کیا ہے۔ توریت و انجیل و زبور آسمانی کتب ہیں تو یہ حوالہ بھی ارشادِ ربانی میں داخل سمجھا جائے گا مزید اس طرح کے حوالہ جات آئیں گے۔(ان شاء اللہ)

(۲) حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم خندق کھودنے میں مصروف تھے اچانک ایک بڑا پتھر نکل آیا جس پر چھینی اور ہتھوڑا کچھ اثر نہ کرتا تھا۔ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک پتھر کی چٹان نکل آئی ہے جو خندق کی کھدائی میں رکاوٹ ڈالی رہی ہے۔ آپ صلی

---

[۱۳] (روح البیان، سورۃ الکوثر، آیت۱، ۵۲۴/۱۰، دار الفکر بیروت)

[۱٤] (صحیح البخاری، کتاب الجنائز، الباب الصلاۃ علی الشھید، ۹۱/۲، الحدیث ۱۳۴۴، دار طوق النجاۃ، الطبعۃ: الأولی، ۱۴۲۲ھ)

[۱٥] (الدر المنثور، سورت الاعراف، ۱۵٦، ۵٤٦/۳، دار الفکر بیروت)

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے ہتھوڑا ہاتھ میں لے کر بسم اللہ پڑھ کر ایک ضرب لگائی تو وہ پتھر ایک تہائی ریزہ ریزہ ہو کر بکھر گیا اور فرمایا اللہ اکبر مجھے ملک شام کی کنجیاں عطا کی گئیں، خدا کی قسم میں نے بلاشبہ شام کے سُرخ محلات کو اس ضرب میں دیکھ لیا ہے۔ اس کے بعد دوسری ضرب لگائی تو دوسری تہائی توڑ کر فرمایا اللہ اکبر مجھے فارس کی کنجیاں عطا کی گئیں، خدا کی قسم میں نے مدائن کے سفید کنگرے اس گھڑی دیکھے ہیں۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدائن کے کنگروں کی نشانیاں بتائیں اس پر سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی خدا کی قسم وہ کنگرے ایسے ہی ہیں جیسے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمائے ہیں۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تیسری ضرب لگائی تو تیسرا حصہ بھی ریزہ ریزہ ہو گیا اور فرمایا اللہ اکبر مجھے یمن کی کنجیاں مرحمت فرمائی گئیں بخدا صنعاء کے دروازوں کو یہاں سے دیکھ رہا ہوں۔ [16] (بخاری ونسائی، مدارج النبوت)

منافقین نے نہ مانا: نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس اعلان پر کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خزانے عطا فرمائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نہ صرف مانا بلکہ بعد میں ان فتوحات پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کی تصدیق کی لیکن منافقین نہ مانے چنانچہ "روح البیان، پارہ ۲۱" میں لکھا ہے:

ألا تعجبون من محمد يمنيكم ويعدكم الباطل ويخبركم انه يبصر من يثرب قصور الحيرة ومدائن كسرى وانها تفتح لكم وأنتم تحفرون الخندق من الفرق لا تستطيعون ان تبرزوا اى تجاوزوا الرحل وتخرجوا الى الصحراء وتذهبوا الى البراري ما هذا الا وعد غرور ولما فرغ رسول الله من حفر الخندق على المدينة[17]

یعنی محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی عجیب باتیں تو دیکھو کہ وہ تمہیں دلاسے دے رہے ہیں اور خالی وعدے کر رہے ہیں اور ساتھ ہی کہتے ہیں کہ مدینہ کے محلات قیصر وکسریٰ تمہارے قبضہ میں آئیں گے اور اپنا یہ حال ہے کہ خندق کھود رہے ہیں اور تمہارا حال یہ ہے کہ ڈر کے مارے خندق سے باہر نہیں جاسکتے یہ صرف دھوکہ ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی بات کی کوئی پرواہ نہ کی۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

فلما خرج من بطني نظرت إليه فإذا أنا به ساجدا قد رفع إصبعيه كالمتضرع المبتهل ثم رأيت سحابة بيضاء قد اقبلت من السماء حتى غشيته فغيب عن وجهي وسمعت مناديا ينادي طوفوا بمحمد شرق الأرض وغربها وأدخلوه البحار ليعرفوه باسمه ونعته وصورته ويعلمون انه سمى فيها الماحي لا يبقى شيء من الشرك إلا محي في زمنه ثم تجلت عنه في السرع وقت فإذا انا به مدرج في ثوب صوف أبيض وتحته حريرة خضراء وقد قبض على ثلاثة مفاتيح من اللؤلؤ الرطب وإذا قائل يقول قبض محمد على مفاتيح النصرة ومفاتيح الريح ومفاتيح النبوة ثم أقبلت سحابة اخرى يسمع منها صهيل الخيل وخفقان الاجنحة حتى غشيته فغيب عن عيني فسمعت مناديا ينادي طوفوا بمحمد الشرق والغرب وعلى مواليد النبيين وأعرضوه على كل روحاني من الجن والأنس والطير والسباع وأعطوه صفاء آدم ورقة نوح وخلة ابراهيم ولسان اسماعيل

---

[16] (مسند الإمام أحمد، حَدِيثُ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، ۶۲۵/۳۰، الحديث ۱۸۶۹۴، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ۱۴۲۱ھ ۲۰۰۱م)

[17] (روح البيان، سورة الاحزاب، آيت۹، ۱۴۵/۷، دار الفكر بيروت)

وبشری یعقوب وجمال یوسف وصوت داود وصبر أیوب وزھد یحیی وکرم عیسی وأعمروہ في اخلاق الأنبیاء ثم تجلت عنه فإذا انا به قد قبض علی حریرۃ خضراء مطویۃ وإذا قائل یقول بخ بخ قبض محمد صلی الله علیه وسلم علی الدنیا کلھا لم یبق خلق من أھلھا إلا دخل في قبضته [18]

یعنی جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے شکم سے پیدا ہوئے تو میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سجدے میں پڑے ہیں پھر ایک سفید ابر نے آسمان سے آکر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ڈھانپ لیا کہ میرے سامنے سے غائب ہوگئے پھر وہ پردہ ہٹا تو کیا دیکھتی ہوں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک اونی سفید کپڑے میں لپٹے ہیں اور سبز ریشمی بچھونا بچھا ہے اور گوہر شاداب کی تین کنجیاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مٹھی میں ہیں اور ایک کہنے والا کہہ رہا ہے کہ نصرت کی کنجیاں، نفع کی کنجیاں، نبوت کی کنجیاں سب پر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبضہ فرمایا پھر ایک اور ابر نے آکر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ڈھانپا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری نگاہ سے چھپ گئے۔ پھر روشن ہوا تو کیا دیکھتی ہوں کہ ایک سبز ریشم کا لپٹا ہوا کپڑا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مٹھی میں ہے اور کوئی منادی پکار رہا ہے واہ واہ! ساری دنیا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مٹھی میں آئی، زمین و آسمان میں کوئی مخلوق ایسی نہ رہی جو ان کے قبضہ قدرت میں نہ آئی ہو۔

حافظ ابوزکریا یحییٰ بن عائذ اپنے مولد میں بروایت حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے راوی ہیں کہ رضوانِ خازنِ جنت علیہ السلام نے بعد ولادت حضور سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے پروں کے اندر لے کر گوشِ اقدس میں عرض کیا: معك مفاتیح النصرۃ قد ألبست الخوف والرعب لا یسمع احد بذکرك إلا وجل فؤادہ وخاف قلبه وإن لم یرك یا خلیفة الله [19]

یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نصرت کی کنجیاں ہیں۔ رعب و دبدبہ کا جامہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہنایا گیا ہے جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چرچا رہے گا اس کا دل ڈر جائے گا اور جگر کانپ اُٹھے گا اگرچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ دیکھا ہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور مالک المفاتیح صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

فَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الأَرْضِ فَوُضِعَتْ فِي يَدِي [20]

یعنی میں خوابِ ناز میں تھا کہ تمام خزائنِ زمین کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے دونوں ہاتھوں میں رکھ دی گئیں۔

انتباہ: یہ روایت ان کتب احادیث میں ہیں جن پر منکرین کمالاتِ مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے مذہب کا دارومدار سمجھتے ہیں مثلاً "صحیح بخاری جلد ۲، دلائل النبوۃ ابو نعیم، صحیح مسلم" نیز یہی روایت صحاح ستہ کی اور صحیح نسائی نے بھی اسے روایت کیا ہے اور "کنز العمال" میں بھی یہ روایت مذکور ہوئی۔

بہر حال حدیث شریف نہایت صحیح اور معتبر ہے لیکن جس کا اپنا ایمان ضعیف ہو اور نہ مانے اس کا علاج ہمارے پاس نہیں۔

(۴) حضرت اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت و ثناء انجیل پاک میں مکتوب ہے۔

---

[18] (الخصائص الکبری، فائدۃ، ۸۲/۱، دار الکتب العلمیة بیروت)

[19] (الخصائص الکبری، فائدۃ، ۸۴/۱، دار الکتب العلمیة بیروت)

[20] (صحیح البخاری، کتاب الجهاد والسیر، الباب قول النبی صلی الله علیه وسلم نصرت بالرعب مسیرۃ، ۵۴/۴، الحدیث ۲۹۷۷، دار طوق النجاۃ، الطبعة: الأولی، ۱۴۲۲ھ)

ليس بفظ ولا غليظ ولا صخاب في الاسواق وأعطي المفاتيح [21]

نہ سخت دل ہیں نہ دُرُشت خُو (بدمزاج) نہ بازاروں میں شور کرتے ہیں انہیں کنجیاں عطا ہوئی ہیں۔

فائدہ: انجیل شریف کے مضامین بھی ہمارے لئے حجت ہیں جب اس کی تائید ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمادیں اس روایت کی تصدیق اور کیا چاہیے جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرمارہی ہیں۔

سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ حضور مالک و مختار فرماتے ہیں:

أُعْطِيتُ مَا لَمْ يُعْطَ أَحَدٌ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ» فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا هُوَ قَالَ؟: «نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَأُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ، [22]

یعنی مجھے وہ عطا ہوا جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ ملا میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کیا چیزیں ہیں؟ فرمایا رعب سے میری مدد فرمائی گئی (کہ مہینہ بھر کی راہ پر دشمن میرا نام پاک سن کر کانپے) اور مجھے ساری زمین کی کنجیاں عطا ہوئی۔ (امام جلال الدین سیوطی نے اس حدیث کی تصحیح کی)

فائدہ: "الأَرْضِ" اسم جنس ہے جو ساتوں طبقات کو شامل ہے۔ قرآن مجید میں بھی ہر جگہ آسمان کے صیغے جمع (السموات) سے استعمال ہوئے ہیں اور زمین کے لئے "الأَرْضِ" کا لفظ ہے۔ اس پر تمام اہل اسلام متفق ہیں کہ اس سے ساتوں طبقات مراد ہیں یہاں بھی ایسے ہیں۔ اب معنی یہ ہوا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ساتوں زمینوں کی چابیاں عطا ہوئی۔

(۲) "مسند احمد و صحیح ابن حبان وضیاء مقدسی و صحیح مختار دلائل النبوۃ لابی نعیم بسند صحیح" میں ہے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: أُتِيتُ بِمَقَالِيدِ الدُّنْيَا عَلَى فَرَسٍ أَبْلَقَ، عَلَيْهِ قَطِيفَةٌ مِنْ سُنْدُسٍ [23]

یعنی دنیا کی کنجیاں ابلق گھوڑے پر رکھ کر میری خدمت میں جبریل (علیہ السلام) لے کر آئے اس پر نازک ریشم کا زین پوش بانقش و نگار پڑا ہوا تھا۔

"امام احمد مسند اور طبرانی معجم کبیر" میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے راوی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

أُوتيت مَفَاتِيح كل شَيْء إِلَّا الْخمس [24]

یعنی مجھے ہر چیز کی کنجیاں عطا ہوئیں سوا ان پانچ کے یعنی غیوبِ خمسہ۔

علامہ حفنی حاشیہ جامع صغیر میں فرماتے ہیں: ثم اعلم بها بعد ذلک [25]

یعنی پھر یہ پانچ بھی عطا ہوئی ان کا علم بھی دیا گیا۔

---

[21] (الخصائص الكبرى، لَطِيفَةٌ أُخْرَى فِي أَن اخذ الْمِيثَاق من النَّبِيين لنبينا صلى الله عَلَيْهِ وَسلم وَعَلَيْهِم كَإِيمَانِ الْبيعَة الَّتِي تُؤْخَذ للخلفاء ، ۲۰/۱، دار الكتب العلمية بيروت)

[22] (مسند احمد بن حنبل، مُسْنَدُ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ ، مسند على بن ابی طالب رضی الله عنه ، ۱۵۶/۲، الحديث ۷۶۳ ، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ۱۴۲۱ھ ۲۰۰۱م)

[23] (مسند احمد، مسند المكثرين من الصحابة، مسند جابر بن عبد الله رضی الله تعالى عنه، ۳۹۰/۲۲، الحديث ۱۴۵۱۳، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ۱۴۲۱ھ ۲۰۰۱م)

[24] (مسند احمد، مسند المكثرين من الصحابة، باب مسند عبد الله بن عمر بن الخطاب رضی الله تعالى عنهما، ۲۱۲/۹، الحديث ۵۵۷۹، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ۱۴۲۱ھ ۲۰۰۱م)

[25] (فتاوی رضویہ، ۳۰/۴۲۸، رضا فاؤنڈیشن، اشاعت ۲۰۰۵ء)

اسی طرح علامہ جلال الدین سیوطی نے بھی خصائص کبریٰ میں نقل فرمایا۔ علامہ مدابغی شرح فتح المبین امام ابن حجر مکی فرماتے ہیں یہی حق ہے۔(مزید تفصیل فقیر کے رسالہ ''برء الساعه فی علم الساعه'' میں پڑھیں)۔

بعینہٖ یہی مضمون احمد وابویعلی نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ینصب الی یوم القیٰمۃ منبر علی الصراط وذکر الحدیث (الیٰ ان قال) ثم یأتی ملک فیقف علی اول مرقاۃٍ من منبر ی فینادی معاشر المسلمین من عرفنی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فانا مٰلک خازن النار ان اللہ امرنی ان ادفع مفاتیح جھنم الی محمد وان محمداًامرنی ان ادفع الی ابی بکرٍ ھاہ۔ اشھدوا ھاہ اشھدوا ثم یقف ملک اٰخر علی ثانی مرقاۃٍ من منبر ی فینادی معاشر المسلمین من عرفنی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فانا رضوان خازن الجنان ان اللہ امرنی ان ادفع مفاتیح الجنۃ الی محمد وان محمدا امرنی ان ادفعھا الی ابی بکرٍ ھاہ اشھدوا ھاہ اشھدوا الحدیث۔ (اوردہ العلامۃ ابراہیم بن عبد اللہ المدنی الشافعی فی الباب السابع من کتاب التحقیق فی فضل الصدیق من کتابہ الاکتفاء فی فضل الاربعۃ الخلفاء[٢٦]

(فتاوٰی رضویہ، جلد ٣٠، صفحہ ٤٢٨۔ ٤٣٢)

یعنی روز قیامت صراط کے پاس ایک منبر بچھایا جائیگا پھر ایک فرشتہ آکر اس کے پہلے زینہ پر کھڑا ہوگا اور ندا کرے گا اے گروہ مسلمانان! جس نے مجھے پہچانا اس نے پہچانا اور جس نے نہ پہچانا میں مالک داروغہ دوزخ ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ جہنم کی کنجیاں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دے دوں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کے سپرد کردوں، ہاں ہاں گواہ ہو جاؤ ہاں ہاں گواہ ہو جاؤ۔ پھر ایک اور فرشتہ دوسرے زینہ پر کھڑا ہو کر پکارے گا: اے گروہ مسلمین! جس نے مجھے جانا اس نے جانا اور جس نے نہ جانا تو میں رضوان داروغہ جنت ہوں مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ جنت کی کنجیاں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دے دوں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کے سپرد کردوں۔ ہاں ہاں گواہ ہو جاؤ ہاں ہاں گواہ ہو جاؤ۔ علامہ ابراہیم بن عبد اللہ المدنی الشافعی نے اپنی تحقیقی کتاب الاکتفاء فی فضل الاربعۃ الخلفاء کے ساتویں باب میں فضائل صدیق میں بیان کیا ہے۔

(٨) حافظ ابو سعید عبد المالک بن عثمان ''کتاب شرف المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم'' میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

إذا کان یوم القیامۃ، وجمع اللہ الأولین والآخرین، یؤتی بمنبرین من النور فینصب أحدھما عن یمین العرش والآخر علی یسارہ ویعلوھما شخصان، فینادي الذي عن یمین العرش: معاشر الخلائق من عرفني فقد عرفني، ومن لم یعرفني فأنا رضوان خازن الجنۃ، أمرني اللہ أن أسلم مفاتیحھا إلی محمد، وأمرني محمد أن أسلم مفاتیحھا إلی أبي بکر وعمر، لیدخل محبیھما ومحبي عائشۃ الجنۃ، ألا فاشھدوا، ثم ینادي الذي عن یسار العرش: معاشر الخلائق، من عرفني فقد عرفني، ومن لم یعرفني فأنا مالک خازن النار، إن اللہ عز وجل أمرني أن أسلم مفاتیح النار إلی محمد، وأمرني محمد صلی اللہ علیہ

[٢٦] (فتاوی رضویہ، ج ٣٠ ص ٤٣١ الی ٤٣٢، رضا فاونڈیشن، اشاعت ٢٠٠٥ء)

وسلم أن أسلم مفاتيحها إلى أبي بكر، ليدخل مبغضه ومبغض عائشة النار، ألا فاشهدوا۔[27] اوردہ ایضاً فی الباب السابع من کتاب الاحادیث الغرر فی فضل الشیخین ابی بکرٍ وعمر من کتاب الاکتفاء۔

یعنی روز قیامت اللہ تعالیٰ سب اگلوں پچھلوں کو جمع فرمائے گا دو منبر نور کے لاکر عرش کے داہنے بائیں بچھائے جائیں گے ان پر دو شخص چڑھیں گے، داہنے والا پکارے گا اے جماعات مخلوق! جس نے مجھے پہچانا اس نے پہچانا اور جس نے نہ پہچانا تو میں رضوان داروغہ بہشت ہوں مجھے اللہ عزوجل نے حکم دیا کہ جنت کی کنجیاں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سپرد کروں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ابو بکر و عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو دوں کہ وہ اپنے دوستوں کو جنت میں داخل کریں۔ سنتے ہو گواہ ہو جاؤ۔ پھر بائیں والا پکارے گا: اے جماعات مخلوق! جس نے مجھے پہچانا اس نے پہچانا اور جس نے نہ پہچانا تو میں مالک داروغہ دوزخ ہوں مجھے اللہ عزوجل نے حکم دیا کہ دوزخ کی کنجیاں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سپرد کروں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ابو بکر و عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو دوں کہ وہ اپنے دشمنوں کو جہنم میں داخل کریں، سنتے ہو گواہ ہو جاؤ۔

اس کو بھی کتاب الاکتفاء میں کتاب الاحادیث الغرر فی فضل الشیخین ابی بکر و عمر میں باب ہفتم میں بیان کیا۔

یہی معنی ہیں اس حدیث کو ابو بکر شافعی نے غیلانیات میں روایت کیا:

أنه ينادي يوم القيامة أين أصحاب محمد صلى الله تعالى عليه وسلم فيؤتى بالخلفاء، رضي فيقول الله لهم: أدخلوا من شئتم الجنة، ودعوا من شئتم، أو ما هو بمعناه."،[28] اوماهو بمعناه ذكره العلامة الشهاب الخفّاجي فى نسيم الرياض[29]

یعنی روز قیامت ندا کی جائے گی کہاں ہیں اصحاب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ پس خلفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم لائے جائیں گے اللہ عزوجل ان سے فرمائے گا تم جسے چاہو جنت میں داخل کرو اور جسے چاہو چھوڑ دو۔

شرح شفاء الامام القاضی عیاض فی فصل ما اطلع علیه النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم من الغیوب، وقال اوماهو بمعناه [30]

(علامہ شہاب خفاجی نے نسیم الریاض شرح شفاء امام قاضی عیاض میں فصل "نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کن کن غیوب پر مطلع کیا گیا" میں اس کا ذکر کیا اور فرمایا یا جو اس کے ہم معنیٰ ہے)

(۹) امام احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہ "تجلی الیقین، صفحہ نمبر ۴۳" میں لکھتے ہیں کہ بعض روایات میں ہے کہ حق عزوجلالہ (عزوجل) اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ارشاد فرماتا ہے:

---

[27] (مناحل الشفاء ومناهل الصفاء بتحقيق شرف المصطفى، جامع أبواب الفضائل والمناقب، فصلٌ: في فضل أبي بكرٍ الصديق رضي الله عنهس، ۴۲۰/۵، الحديث ۲۳۸۹، دار البشائر الاسلاميه بيروت)

[28] (الغيلانيات، حديث ام معبد الخزاعى، ۱۰۷/۱، الحديث ۶۴، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى، ۱۴۱۷ھ ۱۹۹۷م)

[29] (فتاوی رضویہ، ۳۰/۴۳۳، رضا فاونڈیشن، اشاعت ۲۰۰۵ء)

[30] (نسيم الرياض، القسم الاول، مِنْ ذَلِكَ مَا اطلع عَلَيْهِ مِنَ الغيوب وَمَا يكون، ۱۶۷/۴، دار الكتب العلمية، الطبعة: ۲۰۱۱)

یا محمد انت نور نوری وسر سری وکنوز هدایتی وخزائن معرفتی جعلت فداء لک ملکی من العرش الی ما تحت الارضین کلهم یطلبون رضائی وانا اطلب رضاک یا محمد[31] (فتاوی رضویہ جلد ۳۰)

یعنی اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تو میرے نور کا نور ہے اور میرے راز کا راز اور میری ہدایت کی کان اور میری معرفت کے خزانے میں نے اپنا ملک عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک سب تجھ پر قربان کر دیا، عالم میں جو کوئی ہے سب میری رضا چاہتے ہیں اور میں تیری رضا چاہتا ہوں اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

فائدہ: یہ درودِ مستغاث میں بھی ہے لیکن قدیم مطبوعہ میں۔ہاں اب فقیر نے اسے ترتیب دیا ہے اسے قدیم نسخوں سے لیا گیا ہے۔

فائدہ: اس روایت میں حسب عادت انکار کر دیں گے لیکن ہم اُصولی لحاظ سے حق بجانب ہیں اس لئے کہ اُصول کا قاعدہ ہے کہ جس روایت کا مطلب قرآن وحدیث کے مطابق ہو وہ حدیث معناً صحیح ہوتی ہے اور قابلِ قبول ہوتی ہے بالخصوص فضائل ومناقب میں۔ مزید تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف "شرح حدیثِ لولاک" میں۔ (اُصول فقہ، اسماعیل دہلوی والتشرف اشرف علی تھانوی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

أنا أول الناس خروجا إذا بعثوا، وأنا قائدهم إذا وفدوا، وأنا خطيبهم إذا أنصتوا، وأنا شفيعهم إذا حبسوا، وأنا مبشرهم إذا أيسوا، لواء الكرم يومئذ بيدي، ومفاتيح الجنان بيدي[32]

یعنی میں سب سے پہلے قبر سے باہر آؤں گا جب لوگ اُٹھائے جائیں گے اور میں ان کا پیشوا ہوں جب وہ حاضر بارگاہ ہوں گے اور میں ان کا خطیب ہوں جب وہ دم بخود ہونگے اور میں ان کا شفیع ہوں جب وہ مَحبُوس (قیدی) ہونگے اور میں خوشخبری دینے والا ہوں جب وہ نااُمید ہوں گے۔ عزت اور کنجیاں اس دن میرے ہاتھ میں اور لواء الحمد اس دن میرے ہاتھ ہو گا۔

امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے فرمایا الحمد للہ رب العلمین شکر اس کریم کا جس نے عزت دینا اور اس دن کے کاموں کا اختیار اس پیارے رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ میں رکھا۔

شیخ محقق مولانا عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں:

دراں روز ظاہر گردد کہ وے (ﷺ) نائب ملک یوم الدین ست روز روز اوست وحکم حکم او بحکم رب العلمین

یعنی اس دن ظاہر ہو گا کہ آج کا دن حضرت محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کا دن ہے اور ان کا حکم رب العلمین کا حکم ہے۔

مدارج شریف میں فرمایا:

آمدہ است کہ ایستادہ میکند او را پروردگار وے یمین عرش ودر روایتے بر عرش ودر روایتے بر کرسی ومے سپارد بوے کلید جنت

مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو عرش کی دائیں جانب کھڑا کرے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ عرش کے اوپر، اور ایک روایت میں ہے کہ کرسی پر کھڑا کریگا اور جنت کی چابی آپ کے سپرد فرمائے گا۔

---

(۳۱) (فتاوی رضویہ، تجلی الیقین، ۳۰/ ۱۹۷، رضافاونڈیشن، اشاعت ۲۰۰۵ء)

(۳۲) (دلائل النبوۃ للبیہقی، کتاب جماع ابواب غزوۃ تبوک، الباب ماجاء فی تحدث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ۵/ ۴۸۳، دار الکتب العلمیۃ، الطبعۃ: الأولی ۱۴۰۸ھ ۱۹۸۸م)

فائدہ: ان روایات سے ثابت ہوا کہ جو مالک الملک شہنشاہ قدیر جل جلالہ ٗ نے اپنے نائب اکبر خلیفہ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمائی ہیں خزانوں کی کنجیاں، زمین کی کنجیاں، دنیا کی کنجیاں، جنت کی کنجیاں، آرام کی کنجیاں، نفع کی کنجیاں، ہر شے کی کنجیاں۔

لطیفہ: ''تقویۃ الایمان اشراک فی العلم'' کے شروع میں لکھا ہے کہ جس کے ہاتھ میں کنجی ہوتی ہے قُفل (تالا) اُسی کے اختیار میں ہوتا ہے جب چاہے تو کھولے جب چاہے نہ کھولے۔[۳۳] بھولا ناداں لکھنے کو تو لکھ گیا مگر:

کیا خبر تھی انقلابِ آسماں ہو جائے گا — دینِ نجدی پائمالِ سنیاں ہو جائے گا

غریب مسکین کیا جانتا تھا کہ وہ تو چند ورق بعد یہ کہنے کو ہے کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔

یہاں اسی کے قول سے تمام عالم پر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اختیار تام ثابت ہو جائے گا۔ بیچارے مسکین کے دھیان میں اس وقت یہی لوہے پیتل کی کنجیاں تھیں جو جامع مسجد کی سیڑھی پر بساطی پیسے پیسے بیچتے ہیں۔ اس کے خواب میں بھی یہ خیال نہ تھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رب جل وعلانے اس بادشاہ جبار جلیل الاقتدار اعظم الاختیار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کیا کیا کنجیاں عطا فرمائی ہیں۔

امام احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہٗ اس کے بعد "خزائن فی ید الحبیب ﷺ" نقل فرما کر آخر میں لکھتے ہیں کہ ملا جی ذرا انصاف کی کنجی سے دیدۂ عقل کے کواڑ کھول کر یہ کنجیاں دیکھئے جو مالک الملک شہنشاہ قدیر جل جلالہ ٗ نے اپنے نائبِ اکبر، خلیفۂ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمائی ہیں۔ آخر میں فرمایا دیکھ حجت الٰہی یوں قائم ہوتی ہے۔[۳۴]

انتباہ: فقیر اپنے امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ کی اتباع میں اپنے ہم زمان اور آنے والے منکرین کمالات مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دعوتِ غور و فکر پیش کرتا ہے کہ جس نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آپ لوگ کلمہ پڑھتے ہو ان کے کمالات و معجزات کے متعلق شرک کی آڑ میں بخل (کنجوسی) سے کام نہ لو ورنہ کل قیامت میں مار کھا کر پچھتاؤ گے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

أرسلت إلى الجن والإنس، وإلى كل أحمر وأسود، وأحلت لي الغنائم دون الأنبياء، وجعلت لي الأرض كلها طهورا ومسجدا، ونصرت بالرعب أمامي شهرا، وأعطيت خواتيم سورة البقرة وكانت من كنوز العرش، وخصصت بها دون الأنبياء فأعطيت المثاني مكان التوراة، والمائدة مكان الإنجيل، والحواميم مكان الزبور، وفضلت بالمفصل، وأنا سيد ولد آدم في الدنيا وفي الآخرة ولا فخر، وأنا أول من تنشق الأرض عني وعن أمتي ولا فخر، وبيدي لواء الحمد يوم القيامة ولا فخر، وآدم وجميع الأنبياء من ولد آدم تحته، وإلي مفاتيح الجنة يوم القيامة ولا فخر، وبي تفتح الشفاعة يوم القيامة ولا فخر، وأنا [ص:٦] سائق الخلق إلى الجنة يوم القيامة ولا فخر، وأنا إمامهم، وأمتي بالأثر.[۳۵]

---

[۳۳] (''تقویۃ الایمان، چوتھا باب علم شرک، ۱/۴۴، المکتبہ السلفیۃ شیش محل روڈ لاہور)

[۳۴] (فتاوی رضویہ، ۳۰/۴۳۵، رضا فاونڈیشن، اشاعت ۲۰۰۵ء)

[۳۵] (دلائل النبوة لابی نعيم الاصبهانی، الفصل الرابع ذكر الفضيلة الرابعة بإقسام الله بحياته، ۱/۶۵، حديث ۲۵، دار النفائس، بيروت، الطبعة: الثانية، ۱۴۰۶ھ ۱۹۸۶م)

یعنی میں جن و انس اور ہر سرخ سیاہ کی طرف رسول بھیجا گیا، اور سب انبیاء سے الگ میرے ہی لئے غنیمتیں حلال کی گئیں، اور میرے لئے ساری زمین پاک کرنے والی اور مسجد ٹھہری، اور میرے آگے ایک مہینہ راہ تک رعب سے میری مدد کی گئی، اور مجھے سورہ بقرہ کی پچھلی کہ خزانہ ہائے عرش سے تھیں عطا ہوئی، یہ خاص میرا حصہ تھا سب انبیاء سے جدا، اور مجھے تورات کے بدلے قرآن کی وہ سورتیں ملیں جن میں سو سے کم آیتیں ہیں، اور انجیل کی جگہ سو سو آیت والیاں اور زبور کے عوض حم کی سورتیں اور مجھے مفصل سے تفضیل دی گئی کہ سورۃ حجرات سے آخر قران تک ہے اور دنیا و آخرت میں میں تمام بنی آدم کا سردار ہوں، اور کچھ فخر نہیں۔ اور سب سے پہلے میں اور میری امت قبور سے نکلے گی اور کچھ فخر نہیں، اور قیامت کے دن میرے ہی ہاتھ لوائے حمد ہو گا اور تمام انبیاء اس کے نیچے، اور کچھ فخر۔ اور میرے ہی اختیار میں جنت کی کنجیاں ہوں گی، اور کچھ فخر نہیں، اور مجھی سے شفاعت کی پہل ہو گی، اور کچھ فخر نہیں اور میں تمام مخلوق سے پہلے روز قیامت جنت میں تشریف لے جاؤں گا، اور کچھ فخر نہیں۔ میں ان سب کے آگے ہوں گا اور میری امت میرے پیچھے۔

ایک اور روایت میں ہے: وَأَعْطَيْتُكَ خَوَاتِيمَ سُورَةِ الْبَقَرَةِ مِنْ كَنْزٍ تَحْتَ الْعَرْشِ لَمْ أُعْطِهَا نَبِيًّا قَبْلَكَ، وَجَعَلْتُكَ فَاتِحًا وَخَاتِمًا [٣٦]

یعنی اور میں نے تمہیں اس خزانے سے جو عرش کے نیچے ہے سورہ بقرہ کی آخری آیتیں دیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیں گئیں اور میں نے تمام انبیاء سے اول اور آخر بنایا۔

قاسم رزق اللہ

صحیح بخاری شریف کی حدیث مشہور ہے:

حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: أَنَّهُ سَمِعَ معاوية قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدين، والله المعطي وأنا القاسم، [٣٧]

یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عطا کرتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔

انہی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے باالفاظ دیگر إنما أنا قاسم وخازن، والله يعطي " بھی مروی ہے۔ [٣٨]

امام ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ یوں ہیں: أنا أبو القاسم، الله يرزق، وأنا أقسم [٣٩]

یعنی اللہ تعالیٰ ہر شے عطا فرماتا ہے اور میں ہی ہر شے تقسیم فرماتا ہو۔

فَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ [٤٠]

یعنی بے شک میں قاسم ہوں تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں۔

---

[٣٦] (مجمع الزوائد و منبع الفوائد، كتاب الايمان، الباب منه فى الاسراء، ۱/۷۱، مكتبة القدسي، القاهرة، عام النشر: ۱۴۱۴ھ، ۱۹۹۴م)

[٣٧] (صحيح البخاري، كتاب فرض الخمس، باب: قول الله تعالى: {فأن لله خمسه وللرسول} /الأنفال: ۴۱/. ۳/۱۱۳۴، الحديث ۲۹۴۸، دار ابن كثير، الطبعة: الخامسة، ۱۴۱۴ھ ۱۹۹۳م)

[٣٨] (مختصر صحيح الإمام البخاري، كتاب فرض الخمس، باب: قول الله تعالى: {فأن لله خمسه وللرسول} /الأنفال: ۴۱/. ۳/۱۱۳۴، الحديث ۴۸۷، مكتَبة المَعارف للنَّشْر والتوزيع، الرياض، الطبعة: الأولى، ۱۴۲۲ھ ۲۰۰۲م)

[٣٩] (دلائل النبوة للبيهقي، باب ذكر كنية رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب لاتجمعوا اسمی و كنيتی انا ابو القاسم الخ، ۱/۱۶۲، دار الكتب العلمية، الطبعة: الأولى ۱۴۰۸ھ ۱۹۸۸م)

[٤٠] (صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب: مَنْ سَمَّى بِأَسْمَاءِ الْأَنْبِيَاءِ، ۵/۲۲۹۰، الحديث ۵۸۴۳، دار ابن كثير، الطبعة: الخامسة، ۱۴۱۴ھ ۱۹۹۳م)

بخاری شریف کے دیگر الفاظ یوں ہیں: إنما جعلت قاسما أقسم بينكم [٤١] بعثت قاسما أقسم بينكم. [٤٢]

أنا قاسم أضع حيث أمرت [٤٣]

نکتہ جملہ روایات الفاظ مختلفہ کا مآل (نتیجہ) ایک ہے جن کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہر شے یعنی جملہ عالمین (عرش تا تحت الثریٰ) کے ذرہ ذرہ کو حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھ سے رزق عطا ہوتا ہے۔ اس قاعدہ عربی سے عموماً ثابت ہے کہ جہاں فعل متعدی کا معمول (مفعول) مذکور نہ ہو وہاں اس متعلق کے جملہ افراد ہوتے ہیں۔ چنانچہ مرقات شرح مشکوٰۃ میں ہے:

وَلَا مَانِعَ مِنَ الْجَمْعِ, كَمَا يَدُلُّ عَلَيْهِ حَذْفُ الْمَفْعُولِ لِتَذْهَبَ أَنْفُسُهُمْ كُلَّ الْمَذْهَبِ، وَيَشْرَبَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْ ذَلِكَ الْمَشْرَبِ.

مختلف مطالب مراد لینے کے بجائے ان سب کا جامع معنی یہ ہے کہ ہر شے مراد ہو جیسا کہ مفعول کا محذوف ہونا دلالت کرتا ہے تاکہ ہر ایک اپنے گھاٹ پر جاسکے اور ہر ایک اپنے گھاٹ سے پانی پی سکے۔

اس کے بعد عموم کی وسعت کی تصریح یوں فرمائی کہ: وَالْحَاصِلُ أَنِّي لَسْتُ أَبَا الْقَاسِمِ بِمُجَرَّدِ أَنَّ وَلَدِي كَانَ مُسَمًّى بِقَاسِمٍ، بَلْ لُوحِظَ فِي مَعْنَى الْقَاسِمِيَّةِ بِاعْتِبَارِ الْقِسْمَةِ الْأَزَلِيَّةِ فِي الْأُمُورِ الدِّينِيَّةِ وَالدُّنْيَوِيَّةِ. [٤٤]

یعنی خلاصہ یہ ہے کہ میں ابوالقاسم اس لئے نہیں کہ میرے صاحبزادے کا نام قاسم ہے بلکہ میرے میں حقیقی قاسمیہ ملحوظ ہے کہ قسمت ازلیہ اُمور دینیہ و دنیویہ یہ میرے لئے مختص (مخصوص) ہے۔

لطیفہ: حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالات میں تنگ ظرف لوگوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قاسم اس لئے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علم تقسیم یا مالِ غنیمت تقسیم کرتے ہیں۔ دلیل یہ امام بخاری نے اسے "باب العلم والمغازی" میں بیان کیا ہے۔

(وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ)

ان "یتامیٰ فی العلم" (علم کے یتیموں) کو کون سمجھائے کہ حدیث کا قاعدہ ہے کہ احادیث ابواب کی محتاج نہیں بلکہ ابواب احادیث کے محتاج ہیں اسی لئے کہ ابواب محدثین کے ایجاد کردہ (بدعاتِ حسنہ) ہیں اور احادیث حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاداتِ گرامی کا نام ہے انہیں ابواب کی محتاجی کیسی۔ علاوہ ازیں امام بخاری نے نہ صرف "کتاب العلم والمغازی" میں اس حدیث کا ذکر کیا ہے بلکہ متعدد ابواب میں اس کا ذکر ہے۔ یہ صرف تنگی داماں از عشق مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کرشمہ ہے ورنہ موج پہ آجائیں تو اپنے اکابرین کے لئے "قاسم العلوم والخیرات" لکھنے کو ایک دینی خدمت سمجھتے ہیں۔

(إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ)

بانی دارالعلوم دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی کی تصانیف اور اس کے ذکر میں لکھتے ہیں قاسم العلوم والخیرات وغیرہ وغیرہ۔ اُویسی غفرلہ'

---

[٤١] (صحيح البخاري ,كتاب فرض الخمس، باب: قول الله تعالى: {فأن لله خمسه وللرسول} /الأنفال: ٤١/. ٣/١١٣٣، الحديث ٢٩٤٦، دار ابن كثير، الطبعة: الخامسة، ١٤١٤هـ ١٩٩٣م)

[٤٢] (صحيح البخاري ,كتاب فرض الخمس، باب: قول الله تعالى: {فأن لله خمسه وللرسول} /الأنفال: ٤١/. ٣/١١٣٣، الحديث ٢٩٤٦، دار ابن كثير، الطبعة: الخامسة، ١٤١٤هـ ١٩٩٣م)

[٤٣] (صحيح البخاري ,كتاب فرض الخمس، باب: قول الله تعالى: {فأن لله خمسه وللرسول} /الأنفال: ٤١/. ٣/١١٣٤، الحديث ٢٩٤٩، دار ابن كثير، الطبعة: الخامسة، ١٤١٤هـ ١٩٩٣م)

[٤٤] (مرقاة المفاتيح ,كتاب الرويا، باب الاسامى ٧/٢٩٩٥، الحديث ٤٧٥١، دار الفكر، بيروت–لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ ٢٠٠٢م)

لطیفہ: اگر کوئی خدا کا منکر یہی کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ صرف علم و غنیمت دیتا ہے تو کہو گے تو ثابت ہوا کہ جیسے اللہ تعالیٰ کی عطائیں عموم ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تقسیم بھی عموم ہے۔

خازن نبی ﷺ: بخاری شریف میں ایک روایت کے الفاظ یوں ہیں:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم إنما أنا قاسم وخازن، والله يعطي "[٤٥]

یعنی رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں قاسم و خازن ہوں اور اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔

باب نمبر ۳ ﴿اقوالِ اسلاف رحمهم الله تعالیٰ﴾

علامہ علی قاری شرح شفاء میں فرماتے ہیں: أوتيت مفاتيح خزائن الأرض فوضعت في يدي أي في تصرفي وتصرف أمتي [٤٦]

یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دے دی گئیں پھر میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں یعنی میرے تصرف اور میری اُمت کے تصرف میں کر دی گئیں۔

حضرت شیخ محقق مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں: د از آن جمله آنست که داده شده آنحضرت را صلی الله علیه وسلم مفاتیح خزائن و سپرده شد بوی وظاهرش آنست که خزائن ملوک فارس و روم همه بدست صحابه افتادو باطنش آنکه مراد خزاین اجناس عالم است که رزق همه درکف اقتداروے سپرد و قوت تربیت ظاهر و باطن همه بوے داد چنانکه مفاتیح غیب دردست علم الٰہی ونمید اند آنرا مگروے مفاتیح خزاین رزق و قسمت آں دردست این سید کریم نہادند۔ [٤٧] (مدارج النبوۃ، جلد۱، صفحہ۱۳۹)

یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصوصیات میں سے یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خزانوں کی کنجیاں دے دی گئیں ان کا ظاہر تو یہ ہے کہ روم و فارس کے سلاطین کے خزانے صحابہ کے قبضہ میں آئے اور باطن تو یہ ہی ہے کہ عالَم کی جنسوں کے خزانے مراد ہیں کہ سب کا رزق آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست اقتدار میں دے دیا گیا اور ظاہر و باطن کی تربیت سب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دے دی گئیں جیسے غیب کی کنجیاں علم الٰہی میں ہیں ان کو سوا کوئی نہیں جانتا رزق کے خزانوں کی کنجیاں اور ان کو تقسیم کرنا اس سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ میں رکھا۔

یہی حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

و اما درخزائن معنوی مفاتیح آسمان و زمین وملک وملکوت ست تخصیص زمین ندارد۔(اشعۃ للمعات، جلد۴، صفحہ۶۰۵)

یعنی بہر حال خزائن معنوی میں آسمان و زمین اور ملک و ملکوت کی تمام چابیاں شامل ہیں تخصیص صرف زمین کی نہیں۔

[٤٥] (مختصر صحيح الإمام البخاري، كتاب فرض الخمس، باب: قول الله تعالى: {فأن لله خمسه وللرسول} /الأنفال: ٤١/. ١١٣٤/٣، الحديث ٤٨٧، مكتَبة المَعارف للنَّشْر والتوزيع، الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ھ ٢٠٠٢م)

[٤٦] (شرح الشفاء، القسم الأول، فصل [وأما الضرب الثالث فهو ما تختلف فيه الحالات] ،٢٥٥/١، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤٢١ھ)

[٤٧] (مدارج النبوت، باب پنجم در ذکر فضائل آنحضرت صلی الله علیه وسلم، ١٣٩/١، منشی نول کشور)

اسی مدارج میں ہے: شارع را میرسد که تخصیص کند ہرکرا خواہد بہر چه خواہد۔[٤٨] (مدارج، جلد١، صفحه١٥٧)

یعنی شارع علیہ السلام کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ جس کو چاہیں خاص کر دیں۔

علامہ ابن حجر مکی فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں:

ومن نفعهم للخلق أن بركتهم تغيث العباد ويدفع بها الفساد وإلا لفسدت الأرض[٤٩]

یعنی اولیاء کے مخلوق کو نفع پہنچانے سے یہ بھی ہے کہ ان کی برکت سے لوگوں پر بارش ہوتی ہے اور فساد دفع ہوتا ہے ورنہ زمین فاسد ہو جائے۔

فائدہ: یہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلاموں کا حال ہے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حال خود سمجھئے۔

عارف باللہ علامہ احمد صاوی تفسیر صاوی میں فرماتے ہیں:

زعم أن النبي كآحاد الناس لا يملك شيئاً أصلاً ولا نفع به لا ظاهراً ولا باطناً فهو كافر خاسر الدنيا والآخرة.[٥٠]

(تفسیر صاوی، جلد١، صفحه١٥٨)

یعنی پس جس نے گمان کیا کہ نبی لوگوں کے برابر ہیں کسی چیز کے مالک نہیں نہ ان سے نفع پہنچتا ہے نہ ظاہر طور پر نہ باطن پر تو وہ کافر ہے اور اس کی دنیا و آخرت برباد ہے۔

حضرت شیخ شہاب الدین محدث خفاجی حدیث مفتاح نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

هذا يدل على أن الله تعالى أعطاه ذلك حقيقة۔[٥١] (نسیم الریاض، جلد١، صفحه٤٧١)

یعنی اس میں دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حقیقتاً خزائن کی چابیاں بخشیں۔

یہی امام اسی حدیث کی شرح میں رقمطراز ہیں:

في المواهب اللدنية أنها خزائن من أجناس العالم بقدر ما يطلبون فإن الاسم الإلهي لا يعطيه فإن الاسم الإلهي لا يعطيه إلا محمداً صلى الله تعالى عليه وسلم والقول بأن المراد العناصر وما يتولد منها، وأنه لم يقبل ذلك تعسف۔[٥٢]

(نسیم الریاض، جلد٢، صفحه٢٠٩)

المواہب اللدنیہ میں ہے کہ اس سے اجناس عالم کے خزائن مراد ہیں اسی مقدار میں جو طلب کرتے ہیں اس لئے کہ اسم الٰہی یہ صرف حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا کرتا ہے اور یہ مراد لینا کہ اس سے عناصر مراد ہیں یہ صحیح نہیں۔

امام قسطلانی شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

---

[٤٨] (مدارج النبوت، باب پنجم در ذکر فضائل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، ١٦٧/١، منشی نول کشور)

[٤٩] (الفتاوى الحديثية لابن حجر الهيتمى، مطلب أيما أفضل علماء الباطن أم علماء الظاهر، ٢٢١/١، دار الفكر، تاريخ النشر بالشاملة: ٨ ذو الحجة ١٤٣١)

[٥٠] (حاشية الصاوي على تفسير الجلالين، تفسير سورة ال عمران تحت اية١٢٨، ٢٣٧/١، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، ٢٠١٨)

[٥١] (نسيم الرياض، القسم الاول في تعظيم العلي الاعلي لقدر النبي ﷺ، ١٩٨/١، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، ٢٠١٨)

[٥٢] (نسيم الرياض، القسم الاول في تعظيم العلي الاعلي لقدر النبي ﷺ، ٢١/٣، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، ٢٠١٨)

هو خزانة السر، وموضع نفوذ الأمر، فلا ينفذ أمر إلا منه، ولا ينقل خير إلا عنه: [٥٣]

(المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، الجزء۱، الصفحة۳۹)

یعنی نبی علیہ السلام خزانہ رازِ الٰہی اور جائے نفاذ امر ہیں کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار سے اور کوئی نعمت کسی کو نہیں ملتی مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سرکار سے۔

ابن حجر مکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: علیه الصلاة والسلام خليفةُ الله الذي جعل خزائن كرمه وموائد نعمه طوع يديه وتحت إرادته، يُعطي منهما من يشاء ويمنع من يشاء. [٥٤] (الدر المنظم، صفحہ۴۲، طبع مصر)

یعنی بے شک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے خلیفہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم کے خزانے اور اپنی نعمتوں کے خوان حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست قدرت کے فرمانروا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زیر حکم وزیر ارادہ واختیار کر دیئے ہیں کہ جسے چاہیں عطا فرماتے ہیں اور جسے چاہیں نہیں دیتے۔

علامہ مولانا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی۱۰۱۴ھ) نے حدیث ربیعہ کی شرح میں ارقام کیا:

وَيُؤْخَذُ مِنْ إِطْلَاقِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْأَمْرَ بِالسُّؤَالِ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى مَكَّنَهُ مِنْ إِعْطَاءِ كُلِّ مَا أَرَادَ مِنْ خَزَائِنِ الْحَقِّ،...، أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَقْطَعَهُ أَرْضَ الْجَنَّةِ يُعْطِي مِنْهَا مَا شَاءَ لِمَنْ يَشَاءُ [٥٥]

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مانگنے کا حکم مطلق دیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قدرت بخشی ہے کہ اللہ تعالیٰ (پھر لکھا) علماء نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص کریمہ میں ذکر کیا ہے کہ جنت کی زمین اللہ عزوجل نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جاگیر کر دی ہے اس میں جو چاہیں جسے چاہیں بخش دیں۔

برکۃ اللہ فی الہند حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ

تصرف وقدرت سلطنت وے صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ براں بود وملک وملکوت جن وانس وتمامئہ عوالم بتقدیر وتصرف الہی عزوعلا در حیطئہ قدرت وتصرف وے بود۔ (اشعۃ للمعات، جلد۱، صفحہ۴۳۲)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تصرف اور آپ کی قدرت اور سلطنت سلیمان علیہ السلام کی سلطنت اور قدرت سے زیادہ تھی۔ ملک وملکوت جن اور انسان اور سارے جہان اللہ تعالیٰ کے تابع کر دینے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تصرف اور قدرت کے احاطے میں تھے (اور ہیں)۔

اِبنِ قیم نے کہا کہ أَنَّ كُلَّ خَيْرٍ نالته أمته في الدنيا والآخرة، فإنما نالته على يده (ﷺ)۔ [٥٦] (مطالع المسرات، صفحہ۴۳)

یعنی دنیا اور آخرت کی ہر خیر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُمت کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ سے پہنچ رہی ہے۔

---

[٥٣] (المواهب اللدنية، المقصد الأول[تشريف الله تعالى له صلى الله عليه وسلم]، ٤٧/١، المكتبة التوفيقية، تاريخ النشر بالشاملة: ٨ ذو الحجة ١٤٣١)

[٥٤] (الدر المنظم في مولد النبي المعظّم صلىّ الله عليه وسلمّ، ص٤٢، طبع مصر)

[٥٥] (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح كتاب الصلاة، باب السجود، ٧٢٣/٢، تحت الحديث ٨٩٦، دار الفكر، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ ٢٠٠٢م)

[٥٦] (اُصولِ فقه، ص٣، مطبوعه مجتبائی دہلوی)

ان کے علاوہ بے شمار حوالہ جات پیش کئے جاسکتے ہیں ماننے والے کے لئے ایک دو حوالے بھی کافی ہوتے ہیں منکر ضدی کے لئے دفتر بھی بیکار۔

باب نمبر ۴ ﴿اعتراضات کے جوابات کے قواعد﴾

قاعدہ: منکرین کے سوال سے پہلے یہ یادر کھنا ضروری ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مختارِ کل ہونا یا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قبضہ میں خزائن الٰہیہ کی چابیاں منجانب اللہ عطا ہونا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قبضہ میں خزائن و فضائل کے ابواب سے ہے۔ اس باب میں نصوص کے ارشادات واخبار احادیہاں تک کہ ضعفاء بلکہ بقول مولوی اسماعیل دہلوی حدیث موضوع مؤیدہ بحدیث دیگر بھی قابلِ قبول ہے۔[57]

اور وہ فقیر نے قرآنی آیات کی نصوص اور اخبار احادیث صحیحہ سے ثابت کر دیا ہے جن میں حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے ارشاداتِ گرامی میں صاف تحریر فرمایا ہے: رَأَيْتُنِي أُتِيتُ[58]

یعنی میں عطا کیا گیا ہوں یعنی خزائن کی کنجیاں۔

بلکہ صاف فرمایا: فَوُضِعَتْ فِي يَدِي[59]

یعنی میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔

بلکہ احادیث صحیحہ مذکورہ بالا میں قبضہ کا لفظ صریح ہے لیکن مخالفین حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا صرف انکار کرتے تو بھی بڑی بات ہے کہ اُمتی کو یہ حق نہیں کہ وہ اپنے نبی علیہ السلام کے کمالات کا انکار کرے۔

یہود ونصاریٰ سے بڑھ کر: منکرین کمالاتِ مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جتنا افسوس کیا جائے کم ہے اس لئے کہ ان کا ایک طرف تو دعویٰ ہے اُمت مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں لیکن دوسری طرف نہ صرف انکار ہی انکار بلکہ قائلین کمالات کو مشرک اور کافر کہتے نہیں تھکتے۔ پھر ان سے یہود ونصاریٰ اچھے رہے کہ وہ اپنے اپنے انبیاء علیہم السلام کی تعریفوں سے نہ صرف خوش ہوتے ہیں بلکہ جعلی سندات گھڑ لینے کو باک (خطرہ) نہیں سمجھے اور ان کا حال یہ ہے کہ صریحی مضامین قرآنی تک کے انکار کو عافیت سمجھتے ہیں۔

دواھم سوال

(ا) الحمد للہ فقیر نے نہ صرف مسئلہ ہذا بلکہ اپنے دوسرے عقائد و مسائل کی طرح تصریحات پیش کئے۔ ہمارا منکرین سے سوال ہے کہ وہ اپنے دعویٰ میں ایک دلیل قطعی الثبوت قطعی الدلالۃ ایسی پیش نہیں کرسکتے کہ جس میں اس بات کی تصریح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی مملکت کے کُل اختیارات موافق اذن ومشیت خدا کے خزانوں کی کنجیاں نہ عطا کیں نہ عطا کرے گا۔

---

[57] (فتح الباری لابن حجر ،كِتَابُ الْفِتَنِ، (قَوْلُهُ بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ)، ۱۳/ ۲۴۷، الحدیث ۷۲۷۳ ، الناشر: دار المعرفة بیروت، ۱۳۷۹)

[58] (فتح الباری لابن حجر ،كِتَابُ الْفِتَنِ، (قَوْلُهُ بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ)، ۱۳/ ۲۴۷، الحدیث ۷۲۷۳ ، الناشر: دار المعرفة بیروت، ۱۳۷۹)

[59] (فتح الباری لابن حجر ،کتاب التعبیر ، قَوْلُهُ بَابُ الْمَفَاتِيحِ فِي الْيَدِ ، ۱۲/ ۴۰۱ ،تحت الحدیث ۷۰۱۳ ، الناشر: دار المعرفة بیروت، ۱۳۷۹)

(۲) مخالفین مذکورہ بالا عقیدہ رکھنے پر شرک کا فتویٰ لگاتے ہیں۔ علم العقائد کا قانون ہے کہ فتویٰ کفر و شرک کے لئے صریح نص چاہیے جیسے غلام احمد قادیانی کو کافر اس لئے کہا گیا کہ اس نے صریح نص (خاتم النبیین) کے خلاف کیا ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ مخالفین کے پاس ایک بھی صریح نص نہیں بلکہ محض گمان اگر مگر، چونکہ، چنانچہ ہے اور الحمدللہ ہم نے ابوابِ سابقہ میں صریح الفاظ تحریر کئے ہیں۔

اللّٰہ تعالیٰ کا فرمان: اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لئے یہی فیصلہ سنایا ہے کہ وہ محض گمان اور اٹکل پچو سے کام لیتے ہیں اس لئے ان کی کوئی بات قابلِ قبول نہیں۔

چنانچہ فرمایا: قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا ؕ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ۔ (پارہ۸، سورۃ الانعام، آیت ۱۴۸)

ترجمہ: تم فرماؤ کیا تمہارے پاس کوئی علم ہے کہ اسے ہمارے لئے نکالو تم تو نرے گمان کے پیچھے ہو اور تم یونہی تخمینے کرتے ہو۔

قاعدہ: اسلام کا مسلم قاعدہ ہے کہ جو دعویٰ صحیح الفاظ کے ساتھ ہو اس کے مقابلے میں محض گمان اٹکل پچو تخمینہ اگر مگر چنانچہ، چونکہ ہو وہ کسی کام کی دلیل نہیں بلکہ گمراہی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ۔ (پارہ۲۷، سورۃ النجم، آیت ۲۳)

ترجمہ: وہ تو نرے گمان اور نفس کی خواہشوں کے پیچھے ہیں۔

فائدہ: تحریر شاہد ہے کہ جتنا مخالفین دلائل پیش کرتے ہیں ان میں صریح الفاظ نہیں ہوتے محض اپنے گمان اور خواہشات نفسانی پر سوال بنا لیتے ہیں مثلاً ان کے آنے والے دلائل میں آئے گا کہ اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس اللہ تعالیٰ کے کل خزانوں کی چابیاں تھیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھروں میں کئی ماہ تک فاقہ وغیرہ کیوں رہتا۔

صریح الفاظ اور گمان و تخمینہ کا مقابلہ: ہمارے دلائل قارئین کو ملاحظہ ہوں کہ آیا ان میں حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالات کے اظہار میں ہم نے تصریحات پیش کی ہیں اور مخالفین کے دلائل دیکھیں گے ان میں محض گمان اور تخمینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ حق صریح کے مقابلہ میں گمان و تخمینہ بے کار ہے۔

چنانچہ فرمایا: وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ ۚ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْــًٔا۔ (پارہ۲۷، سورۃ النجم، آیت ۲۸)

ترجمہ: اور انہیں اس کی کچھ خبر نہیں وہ تو نرے گمان کے پیچھے ہیں اور بیشک گمان یقین کی جگہ کچھ کام نہیں دیتا۔

قاعدہ: منکرین کمالات مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالات کی نفی میں مثلاً یہی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کوئی اختیار نہ تھا یا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس خدا کے خزانوں کی کنجیوں کی نفی میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جتنی آیات و دیگر دلائل بیان کرتے ہیں یا کر سکتے ہیں ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ ان میں (۱) ذاتی کی نفی نہ عطائی کی (۲) قبل از عطا کی نفی (۳) اللہ تعالیٰ کے لئے ذاتی ملکیت کا ثبوت یہ بھی نفی عطا کو مستلزم نہیں یا (۴) تواضعاً (تواضع کے طور پر) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے سے نفی فرمائی (۵) خلافِ اذان و خلافِ مشیت و خلافِ ارادہ الٰہیہ کے اختیار کی نفی، ترک افضل پر جو یہ فرمایا گیا کہ اس طرح نہ کرنا تھا لیکن اب چونکہ کر دیا لہٰذا یہی حکم برقرار رہے گا۔

اس میں بھی کوئی حکمت ہوگی جیسے ''اساریٰ بدر'' کے فدیہ پر فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہی بالآخر برقرار رکھا وغیرہ وغیرہ۔ ان اجمالی اعتراضات کی تفصیل فقیر کی کتاب ''اختیار الکل المختار الکل'' میں ملاحظہ فرمایئے۔ یہاں سرسری طور پر چند سوالات لکھے جاتے ہیں اور ان کے جوابات بھی تاکہ قارئین غور فرمائیں کہ یہ اعتراضات کیسے اور کون اور کیوں کر رہا ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ۔ (پارہ ۷، سورۃ الانعام، آیت ۵۹)

ترجمہ: اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی انہیں وہی جانتا ہے۔

جواب: اس کے مفصل جوابات فقیر کی کتاب ''غایہ المامول فی علم الرسول'' میں ہیں۔ یہاں اتنا کافی ہے کہ مخالفین کی عادت ہے کہ صرف اپنے مقصد کا جملہ پڑھ کر لکھ دیتے ہیں آگے پیچھے نہیں دیکھتے حالانکہ مضمون کا تعلق صرف ایک جملہ تک محدود نہیں ہوتا بلکہ اس کے سیاق وسباق اور مکمل آیات پڑھنے سے متعلق ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات ایک آیت مجمل ہوتی ہے تو اس کی تفصیل دوسرے مقام پہ ہوتی ہے یہاں اسی جملہ کے آگے یہ آیت مکمل یوں ہے:

وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۗ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ۔

(پارہ ۷، سورۃ الانعام، آیت ۵۹)

ترجمہ: اور جانتا ہے جو کچھ خشکی اور تری میں ہے اور جو پتّا گرتا ہے وہ اسے جانتا ہے اور کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر اور نہ خشک جو ایک روشن کتاب میں لکھا نہ ہو۔

نتیجہ: آیت کے ابتدائی جملہ کے بعد کے مضمون نے واضح کر دیا کہ ہر ادنیٰ اعلیٰ چیز لوح محفوظ میں لکھی ہے اور لوح قلم نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علومِ بحرِ بے کنار کا ایک قطرہ ہے۔

حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وَمِنْ عُلُوْمِکَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ [٦٠]

یعنی اور آپ کے علوم میں سے لوح وقلم ایک معمولی حصہ ہے۔

بلکہ ہر فقیر نے اپنی تصنیف ''لوح محفوظ'' میں ثابت کیا ہے کہ لوح محفوظ تو ہر وقت ہر آن حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلاموں کے سامنے ایسے ہے جیسے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی۔

انتباہ: انہی علومِ غیبیہ وغیرہ کو اللہ تعالیٰ نے لوحِ محفوظ میں کیوں لکھا (لکھ) دیا معاذ اللہ رب تعالیٰ کو اپنے بھول جانے کا اندیشہ تھا بلکہ اپنے خاص مقرب بندوں کو بتانے کے لئے جن کی نظر لوحِ محفوظ پر ہے۔

جواب ۲: یہ آیت مکیہ ہے مکہ معظمہ میں اسلام کے ابتدائی دور میں کفار ومشرکین کے غلط نظریات وعقائد کا طریقہ کچھ اس طرح تھا کہ وہ سب کچھ بتوں کے لئے عقیدہ رکھتے اور اگر کوئی بات غیبی مانتے تو اس کا ذریعہ حساب وعقل وغیرہ کو سمجھتے، آیت کے مابعد میں انہی کفار کی تردید ہو رہی ہے۔ اس لئے ان کی تردید میں فرمایا کہ علم غیب حساب سے عقل سے حاصل نہیں ہوتا یہ تو رب کی خاص ملک ہے۔ اس کے پاس ہے جسے وہ دے اسے ملے بتوں کے متعلق کا عقیدہ

---

[٦٠] (الکواکب الدریۃ فی مدح خیر البریۃ (قصیدہ بردہ) الفصل العاشر، صفحہ ۵۹، مرکز اہل سنت گجرات الہند)

بھی غلط ہے اور عقل وحساب کا تصور بھی باطل اور یہ طریقہ خاص انہی مفاتیح الغیب کے متعلق ہے۔ کفار کے ہر غلط سوال اور باطل عقیدہ کے متعلق یہی رَوِش رہی کہ یا تو عموم طور نفی کر دی جاتی جس میں خود حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مراد نہیں ہوتے یا خود حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اپنا عجز (انکسار) ظاہر فرما کر اسے اللہ تعالٰی کی طرف سے سپرد فرما دیتے۔ اللہ تعالٰی نے فرمایا:

وَ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ یَنْۢبُوْعًا ۔اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّ عِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِیْرًا ۔اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَیْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِیَ بِاللّٰهِ وَ الْمَلٰٓىٕكَةِ قَبِیْلًا ۔اَوْ یَكُوْنَ لَكَ بَیْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِی السَّمَآءِ ؕ وَ لَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِیِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَیْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا (پارہ۱۵، سورۃ الاسراء، آیت ۹۰ تا ۹۳)

ترجمہ: اور بولے کہ ہم ہرگز تم پر ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ تم ہمارے لئے زمین سے کوئی چشمہ بہا دو۔ یا تمہارے لئے کھجوروں اور انگوروں کا کوئی باغ ہو پھر تم اس کے اندر بہتی نہریں رواں کرو۔ یا تم ہم پر آسمان گرا دو جیسا تم نے کہا ہے ٹکڑے ٹکڑے یا اللہ اور فرشتوں کو ضامن لے آؤ۔ یا تمہارے لئے طلائی گھر ہو یا تم آسمان پر چڑھ جاؤ اور ہم تمہارے چڑھ جانے پر بھی ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک ہم پر ایک کتاب نہ اتارو جو ہم پڑھیں، تم فرماؤ پاکی ہے میرے رب کو میں کون ہوں مگر آدمی اللہ کا بھیجا ہوا۔

یہ آیات مکیہ اور کفار کے سوالات کا جواب وہی جو عموماً مکی زندگی میں حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اہل مکہ کو دیا لیکن افسوس ہے کہ کمالاتِ مصطفی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے منکرین نے اس آیت کے متعلق بھی وہی کہا جو ان کی گندی عادت ہے۔ لیکن اہل انصاف فرمائیں کہ آیات کا ایک ایک جملہ معجزہ ہے۔ ایک بار نہیں بارہا حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مدنی زندگی میں واضح طور پر اہل اسلام کو دکھائے تو جیسے ان آیات کے متعلق کہنا پڑتا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مکی زندگی میں کفار کے جواب میں جملہ اُمور کو اللہ تعالٰی کی طرف سپرد فرما کر کفار کو اصل موضوع درسِ توحید کی طرف متوجہ فرمایا ایسے ہی آیت مذکورہ بالا میں ہے۔

مفاتیح الغیب: غیب کی کنجیوں سے بقول مخالفین اور بعض مفسرین مراد وہ پانچ علوم ہیں جو سورۃ لقمان کے آخر میں مذکور ہے:

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ۔ (پارہ۲۱، سورۃ لقمان، آیت ۳۴)

ترجمہ: بیشک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم۔

چونکہ وہ پانچ لاکھوں غیبوں کے کھل جانے کا ذریعہ ہیں اس لئے انہیں غیب کی کنجیاں فرمایا گیا اور یہ بھی ہمارے مدعا کے مخالف نہیں کیونکہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان علومِ خمس سے بھی نوازے گئے۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب ''طلوع الشمس فی علوم الخمس'' میں۔

سوال: حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لئے کنجیوں کی عطا کا ثبوت توراۃ انجیل کے حوالوں سے ہے اور ہمیں توراۃ و انجیل سے کیا غرض؟

جواب نمبر ۱: سچ ہے

''بہانہ خور عذر با بسیار'' یعنی بہانہ خور کے پاس ہزاروں عذر ہوتے ہیں۔

ناظرین غور فرمائیں کہ فقیر کے بیان کردہ حوالہ جات میں تو توراۃ و انجیل کے صرف دو حوالے ہیں ان کے علاوہ درجنوں حوالہ جات بخاری، مسلم، نسائی، ابو نعیم وغیرہ وغیرہ مخالفین کو کیوں نظر نہ آئے۔ اگر واقعی انہیں دین کا درد ہے تو صرف وہ دو حوالے نہ مانیں باقی حوالہ جات کی روشنی میں اقرار کریں۔

جواب نمبر ۲: تورات و انجیل سے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بالواسطہ یا بلاواسطہ نقل کرنا جرم نہیں یہی علماء وسلفِ صالحین کا دستور رہا ہے مثلاً امام سیوطی، امام بیہقی و امام ابو نعیم و امام حاکم و امام ابن سعد اور اعطی المفاتیح کو توراۃ و انجیل سے بالواسطہ یا بلاواسطہ راویان ناقلین یہاں تک کہ حضرت کعب حضرت اُم الدرداء حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم اجمعین و دیگر صحابہ کرام و تابعین عظام و ائمہ مجتہدین اور علمائے دین از خیر القرون تا حین سب نقل کرتے آئے اور نقل کر رہے ہیں۔

جواب نمبر ۳: قرآن شریف شاہد ہے کہ تورات و انجیل میں مدح سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم موجود ہے مثلاً:

يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ۔ (پارہ۹، سورۃ الاعراف، آیت۱۵۷)

ترجمہ: جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں۔

اور ان پر ایمان لانا مطلوب ہے۔

مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ۔ (پارہ۱، سورۃ البقرۃ، آیت۴)

ترجمہ: اور وہ کہ ایمان لائیں اس پر جو اے محبوب تمہاری طرف اترا اور جو تم سے پہلے اترا۔

نیز مشکوٰۃ شریف، صحیح بخاری، جلد ۱ و جلد ۲ میں تورات سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح منقول ہے۔ عبد اللہ بن عمرو صحابی (جو قرآن شریف اور تورات کی تلاوت کرتے تھے اور تورات سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح لوگوں کو بتاتے تھے) نے خواب دیکھا میرے ایک ہاتھ میں شہد اور دوسرے ہاتھ میں مکھن ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس خواب کی درج ذیل تعبیر بیان فرما کر تورات کی تلاوت اور اس سے اپنی مدح نقل کرنے کی ترغیب دی کہ وہ شہد اور مکھن قرآن و تورات کی تلاوت ہے۔ (عمدۃ القاری)

سوال: خزانوں کے مالک کیسے ہیں جبکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاقہ میں مبتلا رہتے، کئی دنوں تک گھر پر کھانا نہ پکتا، بھوک مٹانے کے لئے بارہا پیٹ پر پتھر باندھنے پڑے وغیرہ وغیرہ؟

جواب نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالات کے منکرین کی نگاہ صرف آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بشریت پر رہتی ہے اور وہ بھی اپنی بشریت پر قیاس کرکے حالانکہ یہ ماننا ضروری ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بشریت تعلیم لامۃ کے لئے ہے ہم بشریت میں مجبور، کمزور اور ضعیف ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہماری تعلیم کے لئے بشریت کی کمزوری دور کرکے ملکویتوں سے سبقت لے جانے کا درس دیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نوری طاقت کے باجود (باوُجُود) بشریت کا طریقہ فرمایا مثلاً آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں یکصد بہشتیوں کی طاقت کے باجود آخر عمر مبارک میں پیشاب مبارک کے لئے چارپائی کے نزدیک پیالہ رکھنے کا حکم فرمایا اور اس میں پیشاب مبارک کا بھی جسے بی بی اُم برکہ کو پینا نصیب ہوا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں بہشت کی نوید سنائی (اس حدیث کی صحت اور مزید تحقیق فقیر کی تصنیف "فضلاتِ رسول" میں پڑھیے یہ رسالہ فیض عالم میں شائع ہوا ہے) مدت العمر پیٹ کی بیماری میں مبتلا نہیں ہونگی۔[۶۱] یہ بوڑھوں کی تعلیم کے لئے تھا ایسے ہی نماز پڑھنے تشریف لے جاتے اور بحالت بیماری دو صحابیوں (حضرت عباس و حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کا سہارا

---

[۶۱] (نسیم الریاض، فصل فی نظافۃ جسمہ، ۲/۳۴، دار الکتب العلمیۃ، الطبع الاولی ۱۴۲۱ھ ۲۰۰۱م)

لیا) تاکہ بیماروں (بلکہ تندرستوں) کو نماز کی اہمیت اور تعلیم نصیب ہو اس طرح کے بے شمار نظائر فقیر کی تصنیف (البشریۃ التعلیم لامۃ) میں ہیں (یہ رسالہ فیض عالم میں قسط وار شائع ہو چکا ہے) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فقر و فاقہ محتاجی اور مجبوری سے نہ تھا بلکہ الفقر و فخری کے پیش نظر تھا ورنہ خود فرمایا:

لَوْ شِئْتُ لَسَارَتْ مَعِي جِبَالُ الذَّهَبِ (٦٢)

یعنی اگر میں چاہوں تو سونے کے پہاڑ میرے ساتھ چلتے نظر آئیں۔

اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہزاروں بھوکوں کو ایک نگاہِ کرم سے پیٹ بھر کر کھانا کھلایا بلکہ بہتوں پر نگاہِ نبوت سے سرے سے بھوک کا اشتہا (خواہش) مٹا دیا بلکہ یوسف علیہ السلام کے لئے تو مخالفین مانتے ہیں کہ ان کے دیدار سے بھوکوں کی بھوک ختم ہو جاتی تھی۔ حالانکہ یہی کیفیت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں بطریق اتم و اکمل تھی کہ نہ صرف بھوک بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے صحاح ستہ میں شواہد موجود ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیدار سے بھوک بھی اور ہزاروں دکھ درد ٹل جاتے۔

تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب ''البشریۃ لتعلیم الامۃ'' میں۔

سوال: اللہ تعالیٰ کے خزانوں کی کنجیاں ایک خچر کا بوجھ (جیسا کہ تم نے ابونعیم کی روایت نقل کی ہے) اور قارون کے خزانے کی چابیاں چالیس اونٹوں کا بوجھ تھا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک بندے کی اتنی بڑی چابیاں اور اللہ مالک کی بہت کم۔

جواب ۱: معترض نے عقل کے چکر میں اللہ تعالیٰ کی چابیاں بھی اسی لوہے پیتل کی سمجھ لیں جیسا کہ معترضین کی عادت ہے حالانکہ وہ عالم ملکوت کی کنجیاں تھیں جنہیں خدا جانے اور اس کا پیارا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

جواب ۲: اور خچر بھی یہی سمجھ رکھا جو ہمارے ہاں بوجھ اُٹھاتے، ماریں کھاتے پھر رہے ہیں۔ یہ نہ سمجھا کہ لانے والا وہی جبرئیل علیہ السلام ہے جو شب معراج براق لے آئے اور یہ بھی اسی براق کی جنس کا خچر تھا تو جس طرح اس براق کی پرواز کا بیان احادیث میں پڑھا جہاں عقل چکرا جاتی ہے تو چابیوں کا تصور اسی پر سمجھ لو تو مسئلہ سمجھ آ جائے گا۔ اگر ضد برائے ضد ہے تو پھر تا قیامت سمجھ نہیں آئے گا۔

آخری فیصلہ: فقیر نے قرآن و احادیث اور اقوالِ اسلاف سے حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے مندرجہ ذیل اُمور کی کنجیاں و خزانوں کی صراحت پیش کی ہے مثلاً (۱) مفاتیح (چابیاں) (۲) ملک فارس (۳) ملک شام (۴) ملک یمن کی چابیاں (۵) نصرت (۶) نبوت کی کنجیاں (۷) دنیا قبضے میں (۸) مفاتیح خزائن الارض (زمینوں کے خزانوں کی کنجیاں) (۹) مفتا تیح کل شئی (تمام اشیاء کی کنجیاں) (۱۰) مفاتیح نار (جہنم کی چابیاں) (۱۱) مفاتیح الجنت (بہشت کی کنجیاں) (۱۲) ہدایت کے کنوز (خزانے) (۱۳) معرفت کے خزانے (۱۴) عرش تا تحت الثریٰ (نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر نچھاور کر دیا گیا) (۱۵) میدان حشر میں مفاتیح آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ میں (۱۶) نفع کی کنجیاں (۱۷) کنوز العرش یعنی عرش کے خزانے (۱۸) خزانوں کی کنجیاں (۱۹) خزائن رزق کی کنجیاں (۲۰) خزائن معنوی آسمان و زمین (۲۱) ملک و ملکوت کی چابیاں (۲۲) خزائن کرم و نعم (۲۳) مفاتیح الغیب وغیرہ وغیرہ۔

---

(٦٢) (مسند أبي يعلى الموصلي، مسند عائشة رضي الله عنها ،٨/ ٣١٨، الحديث ٤٩٢٠، دار المأمون للتراث–دمشق، الطبعة: الأولى، ١٤٠٤ھ ١٩٨٤م)

الحمدللہ ان سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے خزانوں کی کنجیاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا ہوئیں کیونکہ دینے والا خدا عزوجل اور لینے والے مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کا معاملہ وہی جانتا ہے جسے یہ عقیدہ نصیب ہے۔

محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

منکرین کم از کم ایک روایت کہیں سے نکال لائیں جس میں صاف لکھا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کسی قسم کی کوئی چابی نہیں دی لیکن ہو تو لائیں تو پھر فقیر کی مانیں کہ منافقین کے انکار کی وراثت سے بچو ورنہ ان کی طرح اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ۔ (پارہ۵، سورۃ النساء، آیت ۱۴۵)

(بے شک منافق دوزخ کے سب سے نیچے طبقہ میں ہیں۔) نصیب ہو گا۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن

هذا آخر ماسطره

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور۔ پاکستان

۱۷ شعبان، ۱۴۱۴ھ شب اتوار